امام ابوداؤدؒ کا فقہی ذوق اور علم حدیث وفقہ میں ان کی تصنیفات کا تجزیاتی مطالعہ

An Analytical Study of Imam Abu Dawud's Jurisprudential School and his Works (Books) in Hadith and Fiqah

Muhammad Sanaullah
Teacher Jamia Zakaraia Battagram
Email: sanahazarwi992@gmail.com

Dr Muhammad Inamullah
Lecturer Islamic Studies Abbottabad University of Science & Technology
Email: inam.aust.edu.pk@gmail.com

Muhammad Waliaullah
Teacher Jamia Zakaria Battagram
Email: walimadani90@gmail.com

Abstract

Imam Abu dawud is one of the great narrators of the third century AH.He was born in 202AH and died in 275 AH. He has written many useful books in the field of Hadith in which his book Sunan abi dawud got the most fame. Apart from Sunan Abu Dawud,he has many other important works in the field of Hadith. An explanatory introduction is given in this article.

There is also a considerable disagreement among the scholars about his jurisprudential school. According to some scholars, Imam Abbu Dawud was a follower of Imam Ahmad bin Hanbal, although some have consider him Shafi. Aport frome Abu dawud , there are other useful books in Hadith written by Imam Abu Dawud. Imam abu Dawud has been worked on by various researchers from different angles, but there are other useful books of Imam Abu Dawud in Field of Hadith which have not yet received any comprehensive definition. Therefore,there was a need to bring his other work to light.

This article will gave a brief overview regarding the jurisprudential school of Imam Abu Dawud and an introduction to his other books will also be given.

Keywords: 8th century, Ayun al-Athar, Ibn Kathir', Prophethood, Zaad al-Ma'ad, Primary source, Seerat Tayyaba

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم،امابعد: امام ابوداؤدؒ کا شمار کبار ائمہ حدیث میں ہوتا ہے، آپ کی کتاب سنن ابی داؤد کو صحاح ستہ میں امتیازی حیثیت حاصل ہے ، مصنفین صحاح ستہ میں آپؒ کو اس حیثیت سے بھی نمایاں مقام حاصل ہے کہ آپؒ جمع احادیث کیساتھ ساتھ اس کی صحت پرکھنے کے اصولوں سے بھی بحث کرتے ہیں اور فقہی مسائل واختلافات پر بھی مفید اور پر مغز کلام کرتے ہیں، اصحاب صحاح ستہ کی نسبت آپؒ پر فقہی ذوق زیادہ غالب تھا

اور اسی فقہی ذوق کے نتیجے میں شیخ ابواسحاق شیرازیؒ نے مصنفین صحاح ستہ میں سے صرف آپؒ کو اپنی کتاب " طبقات الفقہاء" میں جگہ دی ہے،

سنن ابی داؤد پر مختلف محققین نے مختلف پہلوؤں سے کام کیاہے لیکن امام ابو داؤد کی دیگر تصانیف پر کوئی جامع تحقیق ابھی تک نظر سے نہیں گزرا، چنانچہ اس بات کی ضرورت محسوس کی گئی کہ آپؒ کے دیگر تصانیف کو بھی منظر عام پر لایا جائے، اس مقالے کے اندر امام ابو داؤدؒ کا تعارف، تحصیل علم، اساتذہ تلامذہ، آپؒ کا فقہی ذوق و مسلک کو زیر بحث لانے کیساتھ ساتھ سنن ابی داؤد کے علاوہ آپؒ کی دیگر تصنیفات و تالیفات کا تعارف بھی پیش کیا جائیگا۔

امام ابو داؤد کا تعارف:

نام ونسب:

امام ابو داؤدؒ کا پورا نام سلیمان بن اشعث بن اسحاق بن بشیر بن شداد بن عمر الازدی السجستانی ہے، ابو داؤد کنیت ہے، بعض علماء کے نزدیک آپ کا نام سلیمان بن الاشعث بن شداد بن عمرو بن عامر ہے [1]، اور بعض نے آپ کے دادا کا نام عمران بتایاہے، "الازدی" یمن کے مشہور قبیلے "الازد" کی طرف منسوب ہے"[2]۔

"السجستانی" سجستان کی طرف نسبت ہے جس کی تعیین میں علماء کا اختلاف ہے، علامہ سمعانیؒ کے نزدیک یہ کابل میں ایک شہر ہے [3]۔ شاہ عبد العزیزؒ فرماتے ہیں "سجستان نسبت ہے سیستان کی طرف جو کہ سند اور ہرات کے درمیان قندھار کے قریب ایک مشہور شہر ہے"[4]۔

علامہ تاج الدین السبکیؒ کے نزدیک یہ بلاد ہند سے متصل ایک معروف شہر ہے [5]۔

پیدائش:

امام ابو داؤدؒ 202ھ میں سیستان میں پیدا ہوئے [6]، لیکن زندگی کا بڑا حصہ انہوں نے بغداد میں گزارا، اور اپنی کتاب بھی یہی تالیف کی۔ لیکن بعد میں کچھ وجوہات کی بناء پر بغداد چھوڑ کر بصرہ چلے گئے اور زندگی کے آخری چار سال بصرہ میں گزارے، اس وجہ سے آپ سے روایت کرنے والے ان اطراف میں بکثرت پائے جاتے ہیں۔

مولانا محمد عاقل صاحب سہارنپوری فرماتے ہیں:

"آپ اخیر زمانہء عمر وفات سے چار سال قبل 271ھ میں امیر بصرہ کی درخواست پر بغداد سے بصرہ منتقل ہو گئے تھے، جس میں اس نے آپ سے تین فرمائشیں کی تھیں، جس کا قصہ وہ ہے جس کو امام صاحب کے

ایک خادم ابو بکر بن جابر بیان کرتے ہیں کہ ایک روز کا واقعہ ہے کہ امام داؤدؒ مغرب کی نماز پڑھ کر بغداد میں اپنے مکان تشریف لے جاچکے تھے، امیر بصرہ ابو احمد الموفق آپ کے مکان کے دروازہ پر حاضر ہوئے دروازہ کو دستک دی، آپ کے خادم ابو بکر بن جابر نے جاکر عرض کیا کہ امیر بصرہ تشریف لائے ہیں، اندر داخل ہونے کی اجازت مل گئ، امام صاحب نے دریافت فرمایا کہ کیسے تشریف آوری ہوئی؟ انہوں نے کہا کہ تین حاجتیں ہیں، اول یہ کہ آپ بصرہ تشریف لے چلیں تاکہ بصرہ آپ کے علم سے معمور ہو، کیونکہ وہاں اقطار عالم سے آپ کے پاس لوگ علم حاصل کرنے کے لیے آئیں گے، دوسری حاجت یہ ہے کہ آپ میری اولاد کو اپنی یہ سنن پڑھا دیں، اور تیسری یہ کہ ان کے لیے مجلسِ روایۃ (درس) الگ منعقد فرمائیں، اس لیے کہ اولاد امیر عوام کے ساتھ نہیں بیٹھا کرتی ہے، امام داؤدؒ نے اول دو کو منظور فرمالیا، اور تیسری کی منظوری سے عذر فرمایا، **الناس شریفهم ووضیعهم فی العلم سواء**، یعنی تحصیل علم کے بارے میں اونچے خاندان اور پست خاندان سب برابر ہیں، ان کے خادم ابو بکر کہتے ہیں کہ پھر ایسا ہی ہوا ایک ہی مجلس میں سب سنتے تھے، لیکن امیر بصرہ کی درخواست کی رعایت میں صرف اتنا فرماتے تھے کہ اولاد امیر اور عوام کے درمیان ایک حجاب حائل کر دیا جاتا تھا، باقی ان کے لیے مستقل علیحدہ مجلس منعقد نہیں کی گئی"[7]۔

آغاز تعلیم:

آپؒ نے کم عمری سے ہی اخذ علم کے لیے سفر شروع کر دیا تھا۔ حجاز، شام، مصر، عراق، خراسان وغیرہ بلاد اسلامیہ کا سفر کر کے وہاں کے علماء اور مشائخ سے حدیث پاک کا سماع کیا۔

مولانا ڈاکٹر تقی الدین ندوی فرماتے ہیں:

"ان کی زندگی کے ابتدائی حالات بہت کم ملتے ہیں، لیکن جس زمانے میں انہوں نے آنکھیں کھولیں اس وقت علمِ حدیث کا حلقہ بہت وسیع ہو چکا تھا، اس لئے امام موصوف نے مختلف بلاد کا سفر کیا، اور اس زمانے کے تمام مشاہیر اساتذہ شیوخ سے حدیث حاصل کی، صاحب اکمال نے لکھا ہے:

"**قدم بغداد غیر مرة**، بغداد متعدد بار تشریف لائے، نیز تحصیل علم کے لیے عراق، خراسان، شام، الجزائر وغیرہ مختلف شہروں کی خاک چھانی اور ہر جگہ کے اربابِ فضل وکمال سے استفادہ کیا"[8]۔

خطیب بغدادیؒ فرماتے ہیں:

"آپؒ نے اپنی کتاب میں اہل عراق، خراسان، شام، مصر اور جزرین سے احادیث لکھی ہیں، اور اسی طرح خراسان، عراق، جزیرہ، شام، اور مصر میں سماع حدیث کی ہے"[9]۔

حافظ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں:

" آپؒ ان ائمہ حدیث میں سے ہیں جنہوں نے طلب حدیث کے لئے مختلف علاقوں کے کئی سفر کیے ہیں"۔

آپؒ نے اس سلسلے میں طرسوس کا سفر بھی کیا اور وہاں 20 سال گزارے۔

شیوخ وتلامذہ:

آپؒ نے تحصیل علم کے لیے جن اکابر وشیوخ کی خدمت میں حاضری دی ہیں ان کا شمار دشوار ہے۔

حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں:

" وشيوخه في السنن وغيرها نحوها نحو من ثلاثمائة نفس"[10]

ترجمہ:" سنن اور دوسری کتابوں میں آپؒ کے شیوخ کی تعداد تین سو سے زیادہ ہے"۔

خطیب تبریزیؒ فرماتے ہیں:" **اخذالعلم ممن لا يحصى**"[11]

ترجمہ:" آپ نے جن لوگوں سے علم حاصل کیا ہے ان کا شمار ناممکن ہیں"۔

آپؒ کے بعض اساتذہ ایسے بھی ہیں جن سے اخذ علم میں آپ امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ کے ساتھ شریک ہیں۔

آپؒ کے مشہور اساتذہ میں امام احمد بن حنبلؒ کا نام آتا ہے، اور خود امام احمدؒ نے بھی آپ سے ایک حدیث سنی ہے اور آپ اس پر فخر کیا کرتے تھے، جسے حدیث "العتیرہ"[12] کہا جاتا ہے۔

خود امام ابوداؤدؒ فرماتے ہیں کہ:

" ایک روز میں امام احمدؒ کی خدمت میں حاضر تھا، اتفاق سے ابن ابی سمینہ بھی آگئے تو ان سے امام احمدؒ نے فرمایا کہ ان (امام ابوداؤد) کے پاس ایک غریب حدیث ہے اس کو لکھ لو، چنانچہ انہوں نے مجھ سے درخواست کی اس پر میں ان کو بھی وہ حدیث املاء کرادی، اس قصہ میں اس حدیث کے غریب ہونے کی تصریح ہے"[13]۔

مولانا عاقل صاحب الدرالمنضور میں تحریر فرماتے ہیں:

"یہ ہمارے اور آپ کے لیے سبق حاصل کرنے کا مقام ہے کہ حضرت امام احمد بن حنبلؒ نے باوجود بے شمار احادیث معلوم ومحفوظ ہونے کے اپنے ایک شاگرد کے پاس ایک حدیث دیکھی تو اس کو بڑے اہتمام سے سن کر اسی وقت نوٹ کر لیا، بلکہ دوسروں کو اس کی ترغیب بھی فرمائی"[14]۔

امام احمد بن حنبلؒ کے علاوہ آپ کے مشہور اساتذہ مندرجہ ذیل ہیں:

1۔ ابوزکریا، یحیٰ بن معین[15]

2۔ ابویعقوب الحنظلی، اسحاق بن راہویہ[16]

3۔ ابوالحسن العبسی االکوفی، عثمان بن محمد بن ابی شیبۃ[17]

4۔ ابوعمرو، مسلم بن ابراہیم الازدی الفراھیدی مولاھم، البصری،[18]

5۔ ابوعبدالرحمان عبداللہ بن مسلمۃ بن قعنب القعنبی،[19]

6۔ الحافظ ابوالحسن مسدد بن مسرھد بن مسربل البصری الاسدی،[20]

7۔ ابوسلمۃ موسیٰ بن اسماعیل التمیمی المنقری التبوذکی،[21]

8۔ الحافظ ابوبکر محمد بن بشار بن عثمان العبدی البصری[22]

9۔ الحافظ ابوخیثمہ زھیر بن حرب بن شداد الحرشی، مالاھم، النسائی[23]

10۔ ابوحفص عمر بن الخطاب السجستانی نزیل الاھواز[24]

11۔ ابوعثمان عمرو بن محمد بن بکیر بن سابور الناقد البغدادی[25]

12۔ الحافظ الصالح ابوالسری ھناد بن السری بن مصعب التمیمی الدارمی[26]

13۔ الحافظ الامام نصر بن علی الجھضمی الازدی[27]

14۔ الحافظ الثبت ابوکریب محمد بن العلاء بن کریب الھمدانی الکوفی[28]

15۔ ابوعثمان عمرو بن مرزوق الباھلی البصری[29]

16۔ الحافظ ابوموسیٰ محمد بن المثنی بن عبید بن قیس العنزی البصری[30]

17۔ ابوعبداللہ محمد بن کثیر العبدی البصری[31]

18۔ الحافظ العلم ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبۃ ابراھیم بن عثمان العبسی مولاھم، الکوفی[32]

19۔ الحافظ ابوالعباس حیوۃ بن شریح بن یزید الحضرمی الحمصی[33]

ان کے علاوہ آپؒ کچھ اساتذہ میں امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ کے ساتھ شریک ہیں۔

مولانا عاقل صاحب فرماتے ہیں:

"بقیہ ارباب صحاح ستہ میں سے آپ کسی کے شاگرد نہیں ہیں"[34]۔

تلامذہ:

آپ کے تلامذہ بھی بے شمار ہیں، آپ کے حلقہء تدریس میں کبھی کبھی ہزاروں کا اجتماع ہوتا تھا، علامہ ذھبی فرماتے ہیں:

" كفى به فخرا ان الامام الترمذى[35] والنسائى من تلاميذه احسبه فضلا ان يروى عنه شيخه احمد بن حنبل حديثا ويكتبه عنه " [36]

ترجمہ:" آپ کے لیے زیادہ قابل فخر بات یہ ہے کہ امام ترمذی اور امام نسائی آپ کے شاگردوں میں سے ہیں اور آپ کے استاد امام احمد بن حنبلؒ نے بھی آپ سے حدیث روایت کی ہے۔"

ویسے تو آپؒ کے سینکڑوں کیا بلکہ ہزاروں تلامذہ ہوں گے، لیکن ان میں جو مشہور شخصیتیں ہیں ان میں امام ترمذیؒ وامام نسائیؒ دونوں حضرات شامل ہیں، چنانچہ جامع ترمذی میں ایک روایت — کتاب الدعوات، کے اخیر میں اور ایک دوسری روایت کتاب المناقب میں اہل بیت کے بارے میں امام ترمذیؒ نے امام داؤدؒ سے نقل کی ہے، اور امام نسائیؒ کے بارے میں یہ بات تو محقق ہے کہ وہ امام داؤد کے تلامذہ میں ہیں لیکن یہ بات کہ امام نسائی نے اپنی سنن میں امام داؤد سے کوئی روایت لی ہے یا نہیں، یہ بات یقین کے ساتھ نہیں کہی جاسکتی ہے۔

مولانا عاقل صاحب تحریر فرماتے ہیں:

"دراصل صورت حال یہ ہے کہ امام نسائی کے امام ابوداؤد کے علاوہ ایک اور ابو داؤد استاد ہیں اور ان کا نام بھی سلیمان ہے، سلیمان بن سیف الحرانی، امام نسائی اپنے سنن میں ان سے بکثرت روایت کرتے ہیں کہیں صرف کنیت ذکر کرتے ہیں اور بعض جگہ کنیت کے ساتھ نام کی بھی تصریح کرتے ہیں اور فرماتے ہیں حدثنا ابو داؤد سلیمان بن سیف الحرانی، یہاں صرف کنیت ذکر کرتے ہیں اور کہتے ہیں، حدثنا ابوداؤد، ان میں سے بعض مواقع کے بارے میں حافظ ابن حجرؒ وغیرہ علماء کی رائے یہ ہے کہ ظاہر یہ ہے کہ اس سے امام ابوداؤد سجستانی مراد ہے باقی میں نے پوری کتاب میں کسی جگہ بھی سجستانی یا سلیمان بن اشعث کی تصریح نہیں پائی، چونکہ حافظ کے نزدیک بعض مواضع میں ابوداؤد سے امام ابوداؤد سجستانی مراد ہے، اس لیے انہوں نے تقریب التھذیب میں امام داؤد کے نام پر نسائی کا رمز بھی لکھا ہے، واللہ اعلم بالصواب، اور چونکہ امام احمد نے امام داؤد کے بڑے اونچے اور مشہور اساتذہ میں سے ہیں، امام داؤد سے ایک حدیث سنی ہے، اس لحاظ سے اگر امام احمدؒ ان کے تلامذہ کی فہرست میں ذکر کردیا جائے، تو بے جا نہ ہوگا، امام ابوداؤدؒ کے لیے تویقینا یہ ایک بڑے فخر کی چیز ہے"۔

علامہ ذھبیؒ فرماتے ہیں:

"امام ابوداؤد کے لیے سب سے قابل فخر بات یہ ہے کہ امام ترمذی اور امام نسائیؒ ان کے تلامذہ میں سے ہیں، اور امام احمد بن حنبلؒ نے بھی حدیثِ عتیرہ کو ان سے سنا ہے اور امام ابوداؤد اس پر فخر کیا کرتے تھے"[37]۔

حافظ عمادالدین ابن کثیرؒ فرماتے ہیں:

"حدث عنه جماعة، منهم ابنه ابوبكر عبدالله، وابو عبدالرحمٰن النسائی، ابوبكر احمد بن سليمان النجاد وهو آخر من روى عنه فی الدنيا، ومنهم: الترمذی، واسماعيل بن محمد الصفار، ومحمدبن مخلد الدوری، واحمد بن محمد بن هارون الخلال"[38]

امام ابو داؤدؒ کا زہد و تقویٰ:

امام ابو داؤدؒ فقہ کا علم اور حدیث کی طرح زہد وعبادت اور یقین وتوکل میں یکتائے روزگار تھے جس کا اس زمانے کے علماء ومشائخ کو بھی پورا پورا اعتراف تھا، انکی زندگی کا مشہور واقعہ ہے کہ ان کے کرتہ کی ایک آستین تنگ تھی اور ایک کشادہ، جب اس کا راز دریافت کیا گیا تو بتایا کہ ایک آستین میں اپنے نوشتہ رکھ لیتا ہوں اس لئے اس کو کشادہ بنایا لیا ہے، اور دوسری کو کشادہ کرنے کی کوئی ضرورت نہ تھی، نہ اس میں کوئی فائدہ تھا، اس لئے اس کو تنگ رکھا ہے۔

امام ابو حاتمؒ فرماتے ہیں:

"كان الامام ابوداؤد احد ائمة الدنيا فقهاً وعلماً وحفظاً ونسكاً وورعاً واتقاناً"

ترجمہ: ''امام ابو داؤدؒ فقہ، علم، حفظ حدیث، عبادت ویقین میں یگانہ وقت تھے۔'۔

ابو موسیٰؒ فرماتے ہیں:

"تفقه ابوداؤد باحمد بن حنبل ولازمه مدة، وبلغنا عن بعض الائمة ان ابا داؤد يشبه باحمد بن حنبل فی هديه وسمته ودله، وكان احمد يشبه بوكيع، ووكيع بن سفيان، وسفيان بن منصور، منصور بابراهيم، وهو بعلقمة، وهو بابن مسعود، يشبه بالنبی ﷺ"[39]

''آپؒ نے امام احمد بن حنبل سے علم فقہ حاصل کیا، اور ایک زمانے تک ان کی صحبت اختیار کی، ہمیں بعض ائمہ سے یہ بات پہنچی ہے کہ آپؒ رفتار وگفتار میں امام احمدؒ کے مشابہ تھے، اور امام احمد وکیع کے مشابہ

تھے، وکیع سفیان کے، اور سفیان منصور کے، اور منصور ابراہیم کے، اور وہ علقمہ کے، علقمہ ابن مسعود کے مشابہ تھے، اور ابن مسعود حضور ﷺ کے مشابہ تھے"۔

کہا جاتا ہے کہ آپ کی خدمت میں سھل بن عبداللہ التستری نے حاضری دی، آپؒ سے کہا گیا یہ سھل بن عبداللہ ہے، آپ کی ملاقات کے لیے آیا ہے، آپ نے اسے خوش آمدید کہا اور اپنے پاس بٹھایا، سھل نے کہا مجھے آپ سے ایک حاجت ہے، امام ابو داوُدؒ نے فرمایا کیا حاجت ہے؟ میں حتی الامکان پوری کروں گا، سھل نے کہا اپنی زبان نکالیں جس سے آپ حضور ﷺ کی احادیث بیان کرتے ہیں، تاکہ میں اس کا بوسہ لے لوں، آپؒ نے اپنی زبان نکالی، سھل نے اس کا بوسہ لے لیا۔

امام ابو داوُدؒ کا فقہی ذوق:

مصنفین صحاح ستہ میں امام ابو داوَد پر فقہی ذوق غالب تھا چنانچہ شیخ ابو اسحاق شیرازی نے ارباب صحاح ستہ میں سے صرف آپ کو اپنی کتاب "طبقات الفقہا" میں جگہ دی ہے اور اسی فقہی ذوق کا نتیجہ ہے کہ آپ نے اپنی کتاب میں صرف احادیث احکام کو بڑے اہتمام سے جمع فرمایا ہے، اور فقہی احادیث کا جتنا بڑا ذخیرہ سنن ابی داوَد میں ملتا ہے بقیہ کتبِ صحاح میں نہیں ملتا ہے۔

مولانا عاقل صاحب تحریر فرماتے ہیں:

"امام غزالیؒ نے تصریح فرمائی ہے کہ علم حدیث میں صرف یہی ایک کتاب مجتهد کے لیے کافی ہے"[40]، نیز زکریا ساجیؒ فرماتے ہیں، "**كتاب الله عزوجل اصل الاسلام وكتاب السنن لابی داود عهد الاسلام**، یعنی کتاب اللہ اصل الاسلام ہے اور سنن ابو داوَد فرمانِ اسلام ہے"[41]۔

امام ابو داوُدؒ کا فقہی مسلک:

امام ابو داوَدؒ کے فقہی مسلک کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے، بعض نے آپ کو شافعی کہا ہے، جبکہ بعض نے آپ کو حنابلہ میں شمار کیا ہے، جیسا کہ شیخ ابو اسحاق شیرازیؒ نے اپنی کتاب "طبقات الفقہاء" میں اور قاضی ابن ابی یعلیٰ نے "طبقات الحنابلۃ" میں اپ کو امام احمد بن حنبلؒ کے پیروکاروں میں شامل کیا ہے، جبکہ نواب صدیق حسن خانؒ[42] کے نزدیک آپ شافعی المسلک تھے، چنانچہ اپنی کتاب "ابجد العلوم" میں فرماتے ہیں:

"**ان البخاری وابا داؤد والنسائی فی الشوافع**"[43]

صاحب کشف الظنون حاجی خلیفہؒ[44] فرماتے ہیں:

"ومن مذهبه ان الحديث الضعيف اقوى عنده من راى الرجال ، وهوقول جماعة من العلماء، منهم الامام احمدبن حنبل۔۔۔وبهذا وشبهه بتقوىٰ مايقال : ان اباداؤد وكذٰلك الترمذى مجتهدان مطلقان منتسبان الى احمدواسحاق" [45]

ترجمہ:" آپ کے مذہب کے مطابق ضعیف حدیث رائے کی نسبت زیادہ قوی ہوتی ہے اور یہی قول علماء کی ایک جماعت کا بھی ہے، جن میں امام احمد بن حنبلؒ بھی ہے، اور ان جیسی باتوں سے اس بات کی تائید ہوتی ہے کہ امام ابی داؤد اور امام ترمذی مجتہد مطلق تھے، اور امام احمد واسحاق کی طرف منتسب تھے"۔

علامہ انور شاہ کشمیریؒ [46] فرماتے ہیں:

" النسائى وابوداؤد حنبليان صرح به الحافظ بن تيميه" [47]

مولانا عاقل صاحب نے شاہ ولی اللہؒ کے حوالے سے لکھا ہے کہ:

" امام ابو داؤد اصول و قوائد کلیہ میں تو امام احمد کے متبع ہیں اور فروع میں ان کے تابع نہیں، امام احمدؒ کے وضع کردہ اصول کو سامنے رکھ کر خود استنباطِ احکام کرتے ہیں، خواہ وہ استنباط امام احمد کے مسلک کے موافق پڑے یا مخالف، ایسے مجتہد کو مجتہد منتسب کہا جاتا ہے، اور جو فقیہ اصول و قواعد میں بھی کسی دوسرے امام کا ماتحت نہ ہو وہ مجتہد مطلق کہلاتا ہے، [48]

محدث کبیر شیخ زکریاؒ کے نزدیک بھی امام ابو داؤد پکے حنبلی ہیں، چنانچہ مقدمہ لامع الدراری میں تحریر فرماتے ہیں:

"ان اهل العلم اختلفوا فى مسالک ائمة الحديث، فبعضهم عدوهم كلهم من المجتهدين وآخرون عدوهم كلهم من المقلدين، والاوجه عندى ان فيهم تفصيلا : فان الامام اباداؤد عندى حنبلى قطعا، متشددفى مسلک الحنابلة كالطحاوى فى الحنفية" [49]

بہر حال آپؒ پکے حنبلی ہیں اور کبار محدثین کے ساتھ ہمیشہ یہ معاملہ ہوتا رہا ہے کہ مختلف مسالک والے ان کو اپنے مسلک کی طرف منسوب کرنے کی کوشش کرتے ہیں، مگر ان کی کتاب کے مطالعہ کے بعد یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ آپؒ پکے حنبلی تھے، اور اس کی تائید ان کی تراجم ابواب سے بھی ہوتی ہے، اس لیے کہ امام ابو داؤدؒ دوسروں کے نسبت حنابلہ کے دلائل کو کثرت سے ذکر کرتے ہیں، مثلاباب **البول قائما** کا ترجمہ قائم کیا اور رایت سے اس کا جواز ثابت کیا ہے جس طرح حنابلہ کا مذہب ہے، اور اس کے خلاف جمہور کی روایات کو ذکر نہیں کیا، اور اسی طرح وضوء بفضل طھور المراۃ کے سلسے میں جو صنیع اختیار فرمایا، اس سے مذہب حنابلہ کی طرف رجحان معلوم ہوتا ہے، وہ اس طرح کہ آپؒ نے جواز کی روایات کو اول اور منع کی

روایات کو اخیر میں ذکر فرمایا ہے جیسا کہ مذہب حنابلہ ہے اور جمہور کے مسلک کا تقاضا یہ تھا کہ ابواب کی ترتیب اس کے برعکس ہوتی کہ پہلے منع کی روایات کو ذکر کیا جاتا بعد میں جواز کی، اور اسی طرح **باب الوضوء من لحوم الابل** ، قائم فرمایا اوراس کو حدیث سے ثابت کیا جیسا کہ حنابلہ کا مسلک ہے، اور اسی طرح ابواب الامامۃ، میں باب قائم فرمایا، **باب الامام یصلی من قعود**، یعنی امام اگر کسی عذر کی وجہ سے بیٹھ کر نماز پڑھائے تو مقتدی کیسے نماز پڑھے؟ قائما یا قاعدا، جمہور کا مذہب یہ ہے کہ قائما پڑھے اور امام احمدؒ کا مذہب یہ ہے کہ امام کی اتباع میں مقتدی بھی قاعدا پڑھے، اس باب میں آپؒ نے صرف حنابلہ کی دلیل ذکر فرمائی، **واذا صلی جالسا فضلوا جلوسا**، اور آپؒ نے اس مسئلہ میں جمہور کے مسلک کے مطابق باب قائم نہیں کیا اور نہ ہی جمہور کی دلیل ذکر فرمائی، جمہور کی دلیل مرض الوفات کا قصہ ہے کہ اس میں آپ ﷺ نے بیٹھ کر نماز پڑھائی تھی، اور صحابہ نے آپؐ کے پیچھے قائما پڑھی تھی، یہ حضور ﷺ کا آخری فعل تھا،

اسی طرح باب قائم کیا ہے"**باب فی ترک الوضوء مما مست النار**" اور اس اگلا باب باندھا ہے، "**باب التشدید فی ذلک**" یعنی آگ سے پکی ہوئی چیز کے کھانے سے وضوء کرنا واجب ہے، امام ابوداؤد نے پہلے ترجمۃالباب سے اشارہ کیا ہے اس بات کی طرف کہ حضرت جابر کی حدیث "**کان اٰخر الامرین من رسول الله ﷺ ترک الوضوء مما غیرت النار**" کو جمہور نے ناسخ قرار دیا ہے، اسی لیے امام ابوداؤدنے **باب التشدیدفی ذٰلک** کاباب قائم کرکے اس بات کی کوشش کی ہے کہ"**ترک الوضوء مما غیرت النار**" حدیث جابر سے منسوخ نہیں بلکہ اس کے نسخ کے لیے دوسرے دلائل موجود ہیں،

مولاناعاقل صاحب فرماتے ہیں:

"بعض علماء نے لکھا ہے حضرات محدثین میں سے بعض کو جو شافعی اور کسی کو مالکی کہا جاتا ہے، اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ ان کے متبع اور مقلد محض ہیں، بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ حضرات خود مجتہد ہیں، کسی کا اجتہاد واستنباط کسی امام کے موافق پڑ گیا، اور کسی کا کسی دوسرے امام کے موافق ہوگیا"[50]۔

امام ابوداؤد کی تعریف میں مختلف مشائخ کے اقوال:

آپؒ کے علم وعمل کا اس زمانے کے علماء ومشائخ کو بھی پورا پورا اعتراف تھا، مشہور محدث موسیٰ بن ھارون فرماتے ہیں[51]:

" خلق ابوداؤد فی الدنیا للحدیث فی لآخرة للجنة ما رایت افضل منه " [52]

حاکمؒ[53] فرماتے ہیں:

"ابوداؤد امام اہل حدیث فی عصرہ بلا مدافعة[54]" کہ امام ابو داؤد بلاشک اپنے زمانے کے محدثین کے امام تھے،

حافظ احمد الھرویؒ[55] فرماتے ہیں:

"کان ابوداؤداحد حفاظ الاسلام لحدیث رسول اللهﷺ وعلمه وعلله وسنده فی اعلیٰ درجة، مع النسک والعفاف والصلاح والورع، وکان من فرسان الحدیث فی عصره بلامدافعة [56]،

ابوحاتم بن حبانؒ[57] فرماتے ہیں:

" کان احد ائمة الدنیافقها وعلما وحفظا ونسکا وورعا واتقانا، جمع وصنف وذب عن السنن [58]،

ابن الجوزیؒ[59] فرماتے ہیں:

" کان عالما عارفا بعلل الحدیث، ذاعفاف وورع، وکان یشبه باحمد بن حنبل[60]،

امام ذھبیؒ[61] فرماتے ہیں:

" کان راسا فی الحدیث، راسا فی الفقه، ذا جلالة وحرمةوصلاح وورع حتی، انه کان یشبه باحمد[62]،

امام نوویؒ[63] فرماتے ہیں:

" واتفق العلماء علی الثناء علی ابی داؤد ، ووصفه بالحفظ التام، والعلم الوافر، والاتقان، والورع، والدین، والفهم الثاقب فی الحدیث وغیره[64]۔

وفات:

امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے اپنی زندگی کے آخری چار سال بصرہ میں گزارے اور وہیں پر 16 شوال 275ھ بروز جمعہ انتقال فرمایا آپ نے وصیت فرمائی تھی کہ اگر ہو سکے تو حسن بن مثنی مجھے غسل دے ورنہ سلیمان بن حرب کی کتاب الغسل کو دیکھ کر مجھے غسل دیا جائے نماز جنازہ عباس بن عبدالواحد نے پڑھائی اور حضرت سفیان ثوری کی قبر کے پاس مدفون ہوئے۔

اولاد:

آپ کے ایک صاحبزادے بھی ہے جن کا نام ابو بکر عبد اللہ بن ابی داوُد ہے یہ بھی بہت بڑے محدث تھے اپنے والد سے حدیث کا علم حاصل کیا اور بغداد میں اکابر حفاظ میں ان کا شمار ہوتا تھا گویا امام ابن امام تھے۔

تصنیفات امام ابو داوُد

سنن ابی داوُد کے علاوہ امام ابو داود کی فن حدیث میں اور بھی تصانیف ہیں. جن میں سے بعض موجود ہیں اور بعض نایاب ہیں، چند مشہور تصانیف کا تعارف مندرجہ ذیل ہے:

1۔ مراسیل ابی داود:

مختصر سی کتاب ہے جس میں آپ رحمہ اللہ نے روایات مرسلہ کو ذکر فرمایا ہے اور سنن ابی داوُد کے بعض نسخوں کی اخیر میں یہ کتاب موجود بھی ہے، 1310ھ میں یہ کتاب قاہرہ سے شائع ہوئی ہے۔

2۔ الرد علیٰ القدریۃ:

اس کتاب کا تذکرہ حافظ ابن حجر نے کتاب تہذیب التہذیب میں "الرد علی اہل القدر" کے نام سے کیا ہے اور فرمایا ہے کہ اس کتاب کو امام ابو داوُد سے ان کے شاگرد ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن یعقوب البصری نے روایت کیا ہے. نیز اس کتاب کا تذکرہ علامہ سیوطیؒ نے تدریب الراوی میں بھی کیا ہے۔

3۔ مسائل الامام احمد:

یہ کتاب ابواب فقہیہ کی طرز پر مرتب کی گئی ایک عظیم کتاب ہے, اس کے اندر امام احمد پر وارد ہونے والے اعتراضات اور ان کے جوابات ذکر کیے ہے, یہ کتاب بھی قاہرہ سے سید رشید رضا مصری کی تحقیق سے شائع ہوئی ہے۔

4۔ الناسخ والمنسوخ:

اس کتاب کو امام ابو داود سے ابو بکر احمد بن سلمان نجاد نے روایت کیا ہے، اس کو اسماعیل بغدادی نے " ناسخ القرآن ومنسوخہ "کے نام سے ذکر کیا ہے۔

5۔ رسالۃ فی وصف کتاب السنن:

بذل المجہود کا جو نسخہ 1339ھ میں شائع ہوا تھا اس کے ساتھ یہ رسالہ بھی موجود ہے، 1369ھ میں قاہرہ سے علامہ زاہد الکوثری کی تحقیق اور تعلیق کے ساتھ شائع ہوئی ہے۔

6۔ کتاب الزہد:

7۔ اجابۃ عن سوالات ابی عبد محمد بن علی بن عثمان الاٰجری:

اس کتاب کے بارے میں حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں:

"ولابی عبید الآجری عنه اسئلة فی الجرح والتعدیل والتصحیح والتعدیل، کتاب مفید"[65]

فواد سزکین نے اس کتاب کو اس نام سے ذکر کیا ہے:

"سوالات اجاب عنها ابوداؤد فی معرفة الرجال وجرحهم وتعدیلهم"[66]

نیز یہ بھی کہا ہے کہ ابن حجر نے تھذیب التھذیب میں اس کتاب سے بہت استفادہ کیا ہے، یہ کتاب 1418ھ میں ریاض سے شائع ہوئی ہے،

8۔ تسمیۃ الاخوۃ الذین روی عنھم الحدیث:

شیخ ناصر الدین البانیؒ کے نزدیک یہ رسالہ 8 صفحات پر مشتمل ہے اور مکتبۃ الظاہریۃ دمشق میں محفوظ ہے[67]، جبکہ الاستاد عمری اس کتاب پر اپنی حاشیے میں لکھتے ہیں کہ:

"ان الرسالة تقع فی 7ورقات، وان الورقة 24 سطرا[68]،

یہ کتاب 7 صفحات پر مشتمل ہے اور ہر صفحہ کے 24 لائن ہیں، یہ کتاب بھی مطبوع ہے۔

9۔ اخبار الخوارج:

اس کتاب کا تذکرہ حافظ ابن حجرؒ نے اپنی کتاب تھذیب التھذیب کے مقدمہ میں کی ہے[69]،

10۔ الدعاء:

اس کتاب کا تذکرہ بھی حافظ ابن حجرؒ نے اپنی کتاب تھذیب التھذیب کے مقدمہ میں کی ہے[70]۔

11۔ کتاب البعث والنشور:

12۔ المسائل التی حلف علیھا الامام احمد:

یہ کتاب دمشق میں موجود ہے[71]۔

13۔ ابتداء الوحی:

اس کتاب کا تذکرہ بھی حافظ ابن حجرؒ نے اپنی کتاب "تھذیب التھذیب" کے مقدمہ میں کی ہے[72]۔

14۔ دلائل النبوۃ:

اس کتاب کا تذکرہ اسماعیل بغدادی نے اپنی کتاب "ھدیۃ العارفین" میں کیا ہے[73]۔

15۔ مسند مالک:

اس کتاب کا تذکرہ بھی حافظ ابن حجرؒ نے اپنی کتاب "تھذیب التھذیب" کے مقدمہ میں کی ہے "[74]

16۔ اصحاب الشعبی:

17۔ الکنٰی:

اس کا تذکرہ ابن حجرؒ "الاصابۃ" میں کیا ہے[75]

18۔ ما تفرد بہ اھل الامصار:

اس کتاب کا ذکر ابن تیمیہؒ نے "مجموعۃ الفتویٰ" میں کیا ہے[76]۔

مندرجہ بالا تمام کتابیں علم حدیث میں آپ کے علوی شان پر دلالت کرتی ہیں، لیکن ان میں آپؒ کی سب سے اہم تصنیف سنن ابی داؤد ہے۔

مولانا محمد عاقل صاحب تحریر فرماتے ہیں:

"اصحاب مذاہب دو قسم کے ہیں ائمہ متبوعین اور دوسرے غیر متبوعین، یعنی ایک تو وہ جن کے مذاہب رائج اور متبوع ہیں ان کے اقوال منقول اور محفوظ ہیں، اس نوع کے مذاہب اہل سنت والجماعت کے اس وقت دنیا میں صرف چار ہی ہے یعنی ائمہ اربعہ معروفہ کے مسالک، اور ان کا اتباع و تقلید بہت آسان ہے کیونکہ ان حضرات کا فقہ مدون و مرتب ہے، امام بخاری وغیرہ حضرات محدثین مجتہدین میں سے تو ہے لیکن ائمہ متبوعین میں سے نہیں ہے، سفیان ثوری، امام اوزعی وغیرہ بعض حضرات کے مذاہب چند صدی تک متبوع اور رائج رہے لیکن پھر ان کا سلسلہ ختم ہو گیا چنانچہ سفیان ثوری کا سلسلہ تقریبا پانچویں صدی تک چلتا رہا اس کے بعد منقطع ہو گیا اسی طرح امام اوزاعی کا مسلک صرف دوسری صدی تک چل سکا اس کے بعد منقطع ہو گیا، یہ شرف حق تعالی شانہ نے ائمہ اربعہ ہی کو بخشا ہے ان کے مذاہب کے اتباع کا سلسلہ آج تک باقی رہا اور اخیر تک انشاءاللہ باقی رہے گا, اس زمانے میں ان 4 ائمہ میں سے کسی ایک کی تقلید کے سوا کوئی اور مسلک ممکن الاتباع نہیں"[77].

خلاصۃ البحث:

1۔ امام ابو داؤدؒ کی کتاب سنن ابی داؤد کو صحاح ستہ میں امتیازی حیثیت حاصل ہے،

2۔ مصنفین صحاح ستہ میں آپؒ جمع احادیث کیساتھ ساتھ اس کی صحت پرکھنے کے اصولوں سے بھی بحث کرتے ہیں،

3۔ امام ابو داؤدؒ فقہی مسائل واختلافات پر بھی مفید اور پر مغز کلام کرتے ہیں،

4۔ آپؒ پر فقہی ذوق زیادہ غالب تھا اور اسی فقہی ذوق کے نتیجے میں شیخ ابو اسحاق شیرازیؒ نے مصنفین صحاح ستہ میں سے صرف آپؒ کو اپنی کتاب "طبقات الفقہاء" میں جگہ دی ہے،

5۔ سنن ابی داؤد کے علاوہ علم حدیث میں امام صاحبؒ کے اور بھی مفید تصنیفات موجود ہیں،

5۔ اس مقالے کے اندر امام ابو داؤدؒ کا تعارف، تحصیل علم، اساتذہ تلامذہ، آپؒ کا فقہی ذوق و مسلک کو زیر بحث لانے کیساتھ ساتھ سنن ابی داؤد کے علاوہ آپؒ کی دیگر تصنیفات و تالیفات کا بہترین انداز میں پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

حوالہ جات

[1] . ذھبی، تذکرۃ الحفاظ، 2/170، حیدر آباد الھند، 1404ھ، ذھبی، سیر اعلام النبلاء، 13/203، مؤسسۃ الرسالہ بیروت، 1401ھ، ابن خلکان، وفیات الاعیان 1/138، القاھرۃ، 1320ھ،

[2] . عسقلانی، ابن حجر، تھذیب التھذیب 4/169، حیدرآباد، الھند، 1435ھ

[3] . السمعانی، کتاب الانساب 3/21، مؤسسۃ الکتب الثقافیۃ، 1408ھ۔

[4] . دہلوی، شاہ عبد العزیز، بستان المحدثین، ص 107، الھند

[5] ۔ سبکی، طبقات الشافعیۃ الکبریٰ 2/293، القاھرۃ، 1954م

[6] ۔ ایضاً، 2/293

[7] ۔ محمد عاقل، مولانا، الدر المنضود علی سنن ابی داؤد، ج 1، ص 29، مکتبۃ الشیخ بھادر آباد کراچی۔

[8] ۔ ندوی، تقی الدین، ڈاکٹر، محدثین عظام، اور ان کے علمی کارنامے، ص 190، ناشر مجلس نشریات اسلام ناظم آباد کراچی، 2000۔

[9] ۔ تاریخ بغداد 9/55

[10] ۔ تھذیب التھذیب 4/172

[11] ۔ طاش کبری زادہ، مفتاح السعادۃ 2/9، حیدر آباد، الھند، 1329ھ

[12] . مولانا عاقل صاحب فرماتے ہیں: "صاحب، منہل کو وہم ہو گیا اور انہوں نے حدیث العتیرۃ سے وہ مشہور حدیث سمجھی جو اکثر صحاح ستہ میں ہے اور خود ابو داؤد میں بھی ہے، یعنی 'لا فرع ولا عتیرۃ'، لیکن یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ یہ حدیث غریب نہیں ہے اور امام احمد بن حنبلؒ نے اس کو غریب فرمایا تھا" تفصیل کیلئے دیکھیے: الدر المنضود علی سنن ابی داؤد از مولانا عاقل صاحب، ج 1، ص 30

[13] ۔ الدر المضنود علی سنن ابیَ داؤد، 1/30

[14] ۔ ایضاً، ج 1، ص 30

15 ۔ تفصیل کے لئے دیکھیے تذکرۃ الحفاظ 2/429

16 ۔ تفصیل کے لیے دیکھیے میزان الاعتدال 1/182، وفیات الاعیان 1/64

17 ۔ تفصیل کے لیے دیکھیے ابن عماد الحنبلی المقدسی، شذرات الذھب 2/92، دار الآفاق الجدیدۃ، بیروت

18 ۔ تذکرۃ الحفاظ 1/292

19 ۔ تفصیل کے لیے دیکھیے تھذیب التھذیب 2/31، سیر اعلام النبلاء 10/257

20 ۔ تفصیل کے لیے دیکھیے سیر اعلام النبلاء 10/591، تہذیب التھذیب 10/107

21 ۔ تفصیل کے لیے دیکھیے سیر اعلام النبلاء 10/360، تھذیب التھذیب 10/333

22 ۔ تفصیل کے لیے دیکھیے سیر اعلام النبلاء 12/144

23 ۔ تفصیل کے لیے دیکھیے سیر اعلام النبلاء 11/489

24 ۔ تفصیل کے لیے دیکھیے المزی، تھذیب الکمال 4815، دار المامون دمشق،

25 ۔ تفصیل کے لیے دیکھیے سیر اعلام النبلاء 11/146

26 ۔ تفصیل کے لیے دیکھیے سیر اعلام انبلاء 11/465

27 ۔ تفصیل کے لیے دیکھیے سیر اعلام النبلاء 12/133

28 ۔ تفصیل کے لیے دیکھیے سیر اعلام النبلاء 11/394

29 ۔ تفصیل کے لیے دیکھیے سیر اعلام النبلاء 10۔417

30 ۔ تفصیل کے لیے دیکھیے تھذیب التھذیب 9/425

31 ۔ تفصیل کے لیے دیکھیے سیر اعلام النبلاء 12/123

32 ۔ تفصیل کے لیے دیکھیے سیر اعلام النبلاء 11/122

33 ۔ تفصیل کے لیے دیکھیے سیر اعلام النبلاء 10/668

34 ۔ الدر المضود علی سنن ابی داوٌد 1/29

35 ۔ آپ کے حالات زندگی جاننے کے لیے ملاحظہ ہو سیر اعلام النبلاء 10/341

36 ۔ السیوطی، طبقات الحفاظ، ص 261، القاھرۃ، 1393ھ۔

37 ۔ تذکرۃ الحفاظ 3/153

38 ۔ ابن کثیر، البدایۃ والنھایۃ 11/55، السعایۃ، 1351ھ۔

39 ۔ ایضاً

40 ۔ الدر المنضود علیٰ سنن ابی داوٌد 1/32

[41] ۔ ایضاً 1/ 32

[42] ۔ آپ کی تفصیلی حالات کے لیے ملاحظہ کیجیے نزھۃ الخواطر 8/ 202

[43] ۔ القنوجی، الشیخ صدیق حسن خان، ابجد العلوم ص810، دمشق، 1978م

[44] ۔ آپ کی تفصیلی حالات جاننے کے لیے ملاحظہ کیجیے: البغدادی، اسماعیل باشا، ھدیۃ العارفین 2/ 440 دار احیاء التراث العربی، بیروت

[45] ۔ حاجی خلیفہ، کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون 2/ 299، استنبول، 1366ھ۔

[46] ۔ آپ کی تفصیلی حالات کے لیے ملاحظہ کیجیے نفحۃ العنبر از علامہ یوسف بنوریؒ

[47] ۔ الکشمیری، علامہ انور شاہ، فیض الباری 1/ 58، الھند

[48] ۔ الدر المنضود 1/ 34

[49] ۔ کاندھلوی، شیخ محمد زکریا، مقدمۃ لامع الدراری ص72، المکتبۃ الامدادیۃ، مکۃ المکرمۃ، 1397ھ

[50] ۔ الدر المنضود علی سنن ابی داؤد، 1/ 36

[51] ۔ آپ کی تفصیلی حالات جاننے کے لیے ملاحظہ کیجیے طبقات الحفاظ للسیوطی ص292

[52] ۔ تہذیب التہذیب 4/ 172

[53] ۔ شذرات الذھب 2/ 335

[54] ۔ تہذیب التہذیب 4/ 172

[55] ۔ آپ کی تفصیلی حالات جاننے کے لیے ملاحظہ کیجیے شذرات الذھب 2/ 335

[56] ۔ تھذیب التھذیب 4/ 172

[57] ۔ آپ کی تفصیلی حالات جاننے کے لیے ملاحظہ کیجیے سیر اعلام النبلاء 16/ 92

[58] ۔ تھیب التھذیب 4/ 172

[59] ۔ آپ کی تفصیلی حالات جاننے کے لیے ملاحظہ کیجیے طبقات السیوطی ص478

[60] ۔ المنتظم 5/ 97

[61] ۔ آپ کی تفصیلی حالات جاننے کے لیے ملاحظہ کیجیے طبقات السیوطی ص517

[62] ۔ شذرات الذھب 2/ 167

[63] ۔ آپ کی تفصیلی حالات جاننے کے لیے ملاحظہ کیجیے طبقات السیوطی ص510

[64] ۔ النووی، تھذیب الاسماء واللغات 2/ 225 دار الکتب العلمیۃ، بیروت۔

[65] ۔ مختصر علوم الحدیث، لابن کثیر ص41

[66] ۔ صدر الجزء ا؛ ثالث بتحقیق محمد بن علی العمری من الجامعۃ الاسلامیۃ بالمدینۃ المنورۃ عام 1399ھ

[67] ۔فؤاد سز کین، تاریخ التراث العربی 1/238،القاہرۃ،1978م۔

[68] ۔تاریخ التراث العربی 1/238

[69] ۔تھذیب التھذیب 1/6

[70] ۔ایضاً

[71] ۔تاریخ التراث العربی، ص289

[72] ۔ایضاً

[73] ھدیۃ العارفین 1/390

[74] ۔تھذیب التھذیب 1/7

[75] ۔العسقلانی، حافظ ابن حجر، الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ، 3/437، دار الکتب العلمیۃ، بیروت۔

[76] ۔ابن تیمیہ، مجموعۃ الفتویٰ للشیخ الاسلام 20/242، الدار العربیۃ بیروت

[77] ۔الدر المنضود علی سنن ابی داؤد، 1/36